QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سیرتِ نبوی ﷺ: تعارف، مصادر و مراجع کا تحقیقی مطالعہ

The Seerah of the Prophet ﷺ: An Analytical Study of Introduction, Sources, and References

1. ***Zakir Ullah*** *(Corresponding Author)*
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand, Pakistan.
   Email: zakiruom438@gmail.com
2. ***Muhammad Dawood Khan***
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand, Pakistan.
   Email: muhammaddawoodkhan749@gmail.com
3. ***Naseem Khan***
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand, Pakistan.
   Email: naseemum0@gmail.com
4. ***Fazal Azeem***
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand, Pakistan.
   Email: alifba555@gmail.com

Abstract

The Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ occupies a foundational position in Islamic studies, representing both a spiritual and historical framework for understanding Islam. This research explores the Seerah with a particular focus on its introduction, sources, and references, providing an in-depth analysis of the scholarly tradition surrounding it. The study begins by discussing the importance of Seerah as a guiding model for Muslims in religious, social, political, and ethical dimensions of life. It then examines the primary sources that form the basis of Seerah literature, including the Qur'an, Hadith collections, and early biographical works such as those of Ibn Ishaq, Ibn Hisham, al-Waqidi, and Ibn Sa'd. These works not only provide historical details but also reflect the context, values, and challenges faced by the Prophet ﷺ and his community. The research further addresses the classification of sources into primary and secondary categories, highlighting the need for critical evaluation regarding authenticity, reliability, and historiographical significance. Additionally, it sheds light on the contribution of modern scholarship and contemporary methodologies, which apply historical, sociological, and interdisciplinary perspectives to the study of the Prophet's life. The paper argues that studying Seerah with a balance of reverence and academic rigor not only deepens Muslim understanding but also bridges gaps in global scholarship, allowing non-Muslims to engage with the Prophet's ﷺ legacy. This comprehensive study thus underscores the timeless relevance of Seerah in shaping both historical knowledge and contemporary Muslim identity.

Keywords: *Seerah, Prophet Muhammad ﷺ, Islamic Sources, Hadith, Biography, Historiography*

تعارف موضوع

نبی کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ امت مسلمہ کا عظیم سرمایا اور مینارہ نور ہے جس سے تا قیامت رہنمائی لی جاتی رہے گی اپ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں کے لیے راہنما اصول ہے رسول اللہ ﷺ کی سیرت جتنی جامع اور مستند ہے اتنی کسی اور انسان بلکہ کسی اور پیغمبر کی سیرت نہیں۔اپ ﷺ صرف انبیاء میں نہیں بلکہ پوری انسانیت میں واحد شخصیت ہیں جن کے حالاتِ زندگی مکمل تفصیلات کے ساتھ ، علمی تحقیق کے بہترین معیار کے مطابق ،آج تک محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ اور دستیاب رہیں گے. سیرت کے واقعات مستند ذرائع سے ہم تک پہنچے ہیں. یہ آپ کی منفرد خصوصیت ہے جس میں کوئی نبی یا رسول آپ کا شریک نہیں ہے جیسے حضرت موسی علیہم الصلاۃ والسلام، حضرت عیسی علیہم الصلاۃ والسلام، حضرت داود علیہم الصلاۃ والسلام، حضرت سلیمان علیہم الصلاۃ والسلام، حضرت لوط علیہم الصلاۃ والسلام کی سچی اور حقیقی سیرت معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ قرآن وحدیث کے سوا موجود نہیں ہے۔حضرت محمد ﷺ آخری نبی و رسول ہے۔ اس لئے ان کی سیرت بھی تا قیامت محفوظ ہے تاکہ امت مسلہ کے لئے نمونہ باقی رہے۔نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ پر قدیم وجدید مسلم وغیر مسلم اہل علم نے اتنا کچھ لکھا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔کوئی زبان، کوئی علاقہ اور کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں سیرت کے مہک نہ پہنچی ہو اور سیرت پڑھنے اور لکھنے والے موجود نہ ہو، لیکن سیرت نبوی ﷺ کہ ہمہ گیریت اور وسعت کی بناء پر کوئی بھی سیرت نگار اپ ﷺ کی زندگی کے کماحقہ احاطہ نہیں کر سکا مگر "ہر گلے رازرنگ بوبے دیگر است "ہر پھول کی رنگ وبو مختلف ہوتی ہے۔اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی ﷺ کے نیئے نئے پہلو کھل کر سامنے آرہے ہیں اور انسانیت کو در پیش مسایل کے حل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں ۔اسطرح نبی کریم ﷺ کے سیرت سب انسانوں کے لئے عام سیرت ہے آدم علیہ السلام کی اولاد میں، عام وخاص، عورت ومرد، بچے بوڑھے، کالے گورے، عربی وعجمی، شاہ وگدا، عالم وعامی، سب شامل ہیں۔اور سیرت میں سب کے لئے ہدایت ورہنمائی اور نقش پا موجود ہیں۔

سیرت کی لغوی واصطلاحی تحقیق:

اج کل سیرت کا لفظ مختلف زبانوں میں استمال ہوتا ہے تاہم بنیادی طور پر یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اسکا مادہ "س، ی، ر" ہے، جوکہ باب ضرب یضرب سے استعمال ہوتا ہے مختلف اوزان پر اس مصادر اتے ہیں مثلا سیرا، سیرہ، مسیرہ، تسیارہ، وغیرہ۔یہ لفظ لغوی طور مختلف معانی مثلا چلنا پھیرنا، چالو ہونا، مشہور ہونا، نقش قدم پر چلنا، حالت، طریقہ، کوئی روش اختیار کرنا، سفر اور مسافت وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔([1]) مذکورہ تمام مصادر سے اس کا اسم السیرہ آتا ہے۔([2]) اور اسکے جمع سیر (لفظ س کے کسرہ اوری کے فتحہ کے ساتھ) ہے۔([3]) اسطرح امام ابن منظور افریقیؒ لکھتے ہے کہ سیرت کے معنٰی اچھے چال چلن کی ہیں۔[4]

[1] ۔کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، 1421ھ / 2001ء، ج2، ص831

[2] ۔ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر بیروت، 1414ھ / 1995ء، ج4، ص389

[3] ۔خوارزمی، برھان الدین، ناصر بن عبد السید، المغرب فی ترتیب المغرب، دار لکتاب العربی، م و س ن، ص242

[4] ۔ابن منظور افریقی، لسان العرب، ج6، ص124

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

قران کریم میں لغوی معنی کے اعتبار سے لفظ سیرت کا استعمال:

قرآن مجید میں لفظ 'سیرت' ہیئت وحالت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ[5]"اللہ نے فرمایا اسے پکڑلو اور ڈرو نہیں۔ہم ابھی اسے اس کی پچھلی حالت پر لوٹادیں گے۔اور گھوم پھر کر غور وفکر کرنے کے معنٰی میں بھی استعمال کیا گیا ہے(6)

قران کریم میں لغوی معنی کے اعتبار سے مادہ سیرت کا استعمال:

سیرت کا مادہ قران کریم میں مختلف مقامات پر چلنے، ساتھ لے کر چلنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے:فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ[7]"تو زرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا"۔ان سورتوں کے علاوہ دیگر سورتوں مثلاً سورہ یونس، سورہ الکھف، سورہ الحج، سورہ الروم، سورہ فاطر، اور سورہ الطور، میں بھی لفظ سیرت کا مادہ انہی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ خلاصہ یہ سیرت کا لفظ لغوی معانی میں قران کریم میں جابجا استعمال ہوا ہے

اصطلاحی اعتبار سے سیرت کے یہ تمام معانی اور مفہوم صرف پیغمبرِ خدا حضرت محمد ﷺ کے لیے مخصوص او رمحدود ہیں۔ پروفیسر عثمان خالد یورش کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق وعادات بیان کرنے کا نام سیرت ہے۔(8)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

"اصل سیرت تو سارا ذخیرۂ احادیث ہے، لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات وسرایا کے حالات وواقعات کے مجموعے کو سیرت کہتے ہیں"۔

شاہ عبد العزیزؒ (م1239ھ) کے مطابق "جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہؓ کی عظمت اوران کے وجود سے متعلق ہو، جس میں آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔(9)

اس تعریف میں سیرت کے لفظ کو نبی ﷺ سے بڑھا کر صحابہ تک وسیع کیا گیا ہے۔

مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی (م1444ھ) لکھتے ہیں:

"پہلی بحث یہ ہے کہ سیرت کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے۔ محدثین اور اربابِ رجال کی اصطلاحِ قدیم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاص غزوات کو مغازی اور سیرت کہتے تھے، چنانچہ ابن اسحاقؒ کی کتاب کو مغازی بھی کہتے

---

[5] سورہ طہ:21

[6] - عثمانی، محمد تقی، مفتی، اسان ترجمہ قران، مکتبہ معارف کراچی، 2010ء، سورہ طہ:21

[7] سورہ النحل:36

[8] یورش، عثمان خالد، پروفیسر, فن سیرت نگاری، ادارہ اسلامیات لاہور، ص،8

[9] دہلوی، شاہ عبدالعزیز، عجالہ نافعہ، ادارۃ الکوثر، کراچی، 2، ص،14

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہیں، اور سیرت بھی۔ حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب فتح الباری کی کتاب المغازی میں یہ دونوں نام ایک ہی کتاب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ فقہ میں بھی یہی اصطلاح رائج ہے اِس میں جو باب کتاب الجہاد والسیر کے لیے باندھا جاتا ہے۔ اس میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام مراد ہوتے ہیں کئی صدیوں تک یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ تیسری صدی تک جو کتابیں سیرت کے نام سے مشہور ہوئیں مثلاً سیرت ابن ہشام، سیرت اُموی وغیرہ اُن میں غزوات ہی کے حالات ہیں، البتہ زمانۂ مابعد میں مغازی کے سوا اس میں اور چیزیں بھی داخل کرلی گئیں۔ مثلاً مواہب لُدنیہ میں غزوات کے علاوہ سب کچھ ہیں۔([10])

شاہ عبدالعزیزؒ کے بیان سے ایک طرف یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیرت کا اطلاق حضور ﷺ کے علاوہ صحابہؓ اور دیگر بزرگان دین کی زندگیوں پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسے 'سیرت صحابہؓ ' اور 'سیرت سید احمد شہیدؒ' وغیرہ۔ لیکن دوسری طرف ڈاکٹر سید عبداللہ کا بیان ہے کہ "تمام اشخاص کی بایوگرافی کو سیرت کہنا زیادتی ہے، کیوں کہ سیرت کے لفظ کو اصولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات سے ہی مخصوص سمجھنا چاہیے۔"([11])

اس کی توثیق اس بات سے ہوتی ہے کہ بیش تر سیرت نگاروں نے، جو اس فن کی صفِ اول میں شمار کیے جاتے ہیں، حضورؐ کی حیات طیبہ پر تصنیف کے لیے سیرت کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ جیسے سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق وغیرہ۔ مولانا کاندھلویؒ نے لکھا ہے: "لیکن اس زمانہ میں سیرت کا اطلاق سوانح عمری پر کیا جاتا ہے۔"([12]) ڈاکٹر سفیر اختر نے لکھا ہے:

> "اردو میں بھی یہ لفظ عربی زبان کے اہل قلم کے تتبع میں کسی کے احوال وآثار کے بیان کے لیے اس کے نام کی اضافت کے ساتھ مستعمل ہے " مثلاً سیرتِ خلفائے راشدینؓ' (محمد عبدالشکور لکھنویؒ) 'سیرت عائشہؓ' (سید سلیمان ندویؒ) 'سیرت ابو ذر غفاریؓ' (محمد رضی کاظمی فتح پوریؒ) 'سیرت سجادؒ' (سید قایم رضا نسیم امروہویؒ) 'سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ' (مولانا عبدالسلام ندویؒ) 'سیرۃ النعمانؒ' (علامہ شبلی نعمانیؒ) 'سیرت سید احمد شہیدؒ' (مولانا سید ابوالحسن ندویؒ) 'سیرت شبلیؒ' (اقبال سہیل)، 'سیرت محمد علیؒ' (رئیس احمد جعفریؒ) اور 'سیرت اقبالؒ'، (محمد طاہر فاروقی) ہیں۔ تاہم آج کسی مضاف الیہ کے بغیر لفظ 'سیرت' بولا جاتا ہے تو اس سے نبی اکرم ﷺ کی سیرت ہی مراد ہوتی ہے۔([13])

[10]۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبیؐ، مکتبہ مدینہ، لاہور 1423ھ / 2002ء ج 1، ص، 22

[11]۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، فن سیرت نگاری پر ایک نظر (فکر و نظر) ص: 122

[12]۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، مولانا، سیرت مصطفی ﷺ، فرید بک ڈپو، دہلی، 1999، ج 1، ص 3

[13]۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، برصغیر پاکستان وہند میں سیرت نگاری، مقالات سیرت، دانش گاہ علم و تحقیق، لاہور، ص، 489

اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں سیرت کا لفظ ابتداء میں آنحضور ﷺ کے اس طرز عمل کے لیے استعمال کیا گیا جو آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے معاملہ کرنے اور جنگوں یا صلح اور معاہدات کے معاملات میں اپنایا۔ چنانچہ قدیم مفسرین، فقہاء، محدثین اور سیرت نگاروں نے سیرت کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

محمد اعلیٰ تھانوی اپنی مشہور کتاب "کشاف اصطلاح الفنون" میں لکھتے ہیں:

> مسلمانوں کے اس طریقہ کار پر ہوتا ہے جو وہ کفار، غیر مسلم محاربین، مسلمان باغی، مرتدین، اہل ذمہ وغیرہ سے معاملہ کے بارے میں اختیار کرتے ہیں۔ علامہ ابن ہمامؒ نے بھی فتح القدیر میں یہی بات لکھی ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں "سیرت" سے مراد وہ طریقہ ہے جو کفار کے ساتھ جنگ وغیرہ میں اپنایا جائے۔([14])

بعد کے ادوار میں سیرت کے اصطلاحی معنیٰ میں بھی توسع پیدا ہوئی۔ چنانچہ جن جن قبائل سے آپ ﷺ کا کسی نہ کسی درجہ میں تعلق رہا جس معاشرت اور معیشت کا قیام فرمایا جو انتظامات اور ادارے قائم کیے جو وثائق اور دستاویزات آپ ﷺ نے مرتب کرائیں، آپ ﷺ کے خدام، عمال، کارندگان حکومت حتیٰ کہ آپ ﷺ کی سواریاں، گھوڑے، اونٹنیاں وغیرہ بھی سیرت کے موضوعات میں شامل ہیں۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لفظ سیرت کا اطلاق معروف معنٰی میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر ہی ہوتا ہے، البتہ استثنائی صورت میں غیر نبیؑ کے حالات زندگی کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے ادب میں غیر نبی کی شخصی سیرتوں کے لیے سوانح عمری کا لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے۔

مغازی کی لغوی اور صطلاحی تعریف:

غزو، غزوہ اور مغزیٰ (جمع مغازی) کے لغوی معنی قصد اور ارادہ اور طلب کے ہیں، اور اصطلاحی معنی کفار سے قتال ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی تشریح یوں کی ہے:

> "مغازی" سے مراد یہاں ان لشکروں کی تشکیل ہے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی طرف بھیجے گئے تھے، خواہ آپ ﷺ بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے یا آپ ﷺ نے کوئی لشکر بھیج دیا۔([15])

مغازی کے اصطلاح کا استعمال:

بعد کے زمانہ میں مغازی میں وسعت پیدا ہوگئی اور سیرت کی کتابوں کا نام کتاب المغازی پڑ گیا، چنانچہ مغازی عروہ بن زبیر، مغازی ابان بن عثمان، مغازی محمد بن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق، مغازی موسیٰ بن عقبہ اور مغازی واقدی وغیرہ سیرت کی کتابیں ہیں اور ان میں مغازی کی طرح رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ محدثین و مؤرخین کتاب المغازی میں اپنے اپنے معیارات کے

[14] تھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون، مادہ س، ی، ر، مکتبہ حقانیہ۔ پشاور، 1158ھ، ج3، ص22

[15] - ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی ابن محمد ابن احمد بن حجر العسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری، دار المعرفہ بیروت، 1379ھ ج7، ص279

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مطابق رسول اللہ ﷺ کے احوال اور آپ ﷺ کے غزوات و سرایا بیان کرتے ہیں اور فقہاء ان سے جہاد و قتال کے مسائل استخراج کرتے ہیں۔

سیرت و مغازی کے اہم مصادر:

کسی علم کے ماخذ سے مراد وہ زرائع وغیرہ ہیں جن میں اس علم کے متعلق سب سے پہلے بات کی گئی ہو یا جن میں اس علم کے متعلق معلومات سب سے پہلے جمع کی گئی ہوں۔ کسی تاریخی شخصیت کے بارے میں معلومات کا اہم ماخذ وہ کتاب یا کتابیں ہوں گی جو اس کی زندگی میں لکھی گئی ہوں یا اس کے بعد قریب ترین زمانے میں لکھی گئی ہوں اور جن میں زیادہ سے زیادہ مواد یکجا جمع کیا گیا ہو یا اس مواد کے جمع کرنے میں علمی تگ و دو اور تحقیقی چھان بین سے کام لیا گیا ہو۔ اس لحاظ سے سیرت طیبہ کے اہم بنیادی ماخذ حسب ذیل بنتے ہیں۔([16]) ان زرائع میں قرآن مجید، کتب احادیث، کتب سیرت و مغازی، کتب تاریخ، حرمین شریفین کی تاریخ پر مشتمل کتابیں، کتب ادب، لغت کے کتابیں، اسماالرجال کے کتابیں، شامل ہیں۔

قرآن مجید:

سیرت طیبہ کا اصل اور سب سے زیادہ صحیح اور مستند ماخذ قرآن مجید ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کے متعدد واقعات، غزوات اور بعض دیگر پیش آمدہ حالات کا ذکر ہے۔ کہیں تفصیل اور کہیں اجمالی اشارات موجود ہیں۔ قرآن مجید میں وہ تمام تعلیمات ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے عملاً نافذ کیا۔ اسی طرح معاصر کفار کے بعض اعتراضات اور ان کے جوابات مذکور ہیں۔ قرآن کریم کی اس قسم کی آیات کی تفصیل اور زمانہ یا موضع نزول کے بارے میں سیرت طیبہ کے واقعات کی طرف رجوع کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ گویا قرآن کریم سیرت طیبہ کے بارے میں کچھ تفصیلی معلومات بھی دیتا ہے اور اجمالی اشارات کے ذریعے سے واقعات سیرت کی اصل کی نشاندہی کر کے اس کی تفصیلات جاننے پر آمادہ بھی کرتا ہے۔

مستند سیرت نگاروں نے اس کے لیے بنیادی ماخذ قرآن مجید ہی کو قرار دیا ہے اور سیرت کو قرآن کی نزولی ترتیب اور شان نزول کے آئینے میں دیکھا ہے۔ بعض علماء نے پورے قرآن کو نعت اور مدح نبوی ﷺ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ۔ یہ حقیقت ہے کہ سیرت نبویہ ﷺ کے مراحل و منازل اور حالات و واقعات کے ساتھ اور منزل بہ منزل قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور صاحب سیرت اور امت کی رہنمائی کرتا رہا۔ قرآن حکیم ہمیں یہ ادراک عطا کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر وحی کا نزول انسانوں کے لئے ایسا نظریۂ حیات ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ قرآن کریم میں وحی کے ذریعے جو احکامات نازل ہوئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کی عملی تفسیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تخلیقی نظام کی تکمیل کے لئے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے کی بار بار ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو علوم بیان کئے ہیں، رسول اللہ ﷺ ان کا مظہر اور عملی نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:4قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

[16] ثانی، صلاح الدین، ڈاکٹر، اصول سیرت نگاری، ادارۂ علم تحقیق، کراچی، ص، 104

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ([17]) "کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر منہ موڑو گے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔" وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ([18])

"رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

یہ رسول اللہ ﷺ کا اعزاز ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے جو منسلک ہو گیا اس کی ذہنی اور فکری تربیت اس طرح ہو جاتی تھی کہ وہ توحید پر عمل پیرا ہو جاتا تھا۔ قرآن حکیم، سیرتِ رسول ﷺ کا ماخذ ہے۔ اس الہامی کتاب کی 114 سورتوں میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارک مذکور ہے۔ قرآن حکیم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے اہم پہلو واضح کیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد کے بعض واقعات پر بحث کی گئی ہے۔ رسول اللہ کے کردار کی خصوصیات بتائی گئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں پیغمبر ﷺ کی سیرت و کردار کو مومنوں کیلئے ایک اعلیٰ مثال قرار دیا ہے۔ مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

"اگر کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دنیا سے مٹ جائے جو ائمہ اسلام نے سالہا سال کی محنتوں سے مہیا کیا ہے، حدیث و سیر کا ایک ورق بھی دنیا میں نہ رہے جس سے محمد ﷺ کی زندگی کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہو اور صرف کتاب اللہ (قرآن ہی) باقی رہ جائے تب بھی ہم اس کتاب سے اُن تمام بنیادی سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں جو اس کے لانے والے کے متعلق ایک طالب علم کے ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں"۔ تفسیر قرآن قرآن کریم کی جو تفاسیر خود رسولِ خدا ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے منقول ہیں وہ بھی سیرتِ نبویہ کا اصل مآخذ ہیں۔ احکام قرآنی کو واضح کرنے کا کام نبی ﷺ سے بڑھ کر اور کون کر سکتا تھا۔"([19])

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں فرمایا ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ([20])

"اے پیغمبر ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دو جو ان کے لئے اتاری گیے ہے اور تا کہ وہ غور فکر سے کام لیں۔

[17]۔سورہ آل عمران:32

[18] ۔سورہ الحشر:7

[19]۔مودودی، ابوالاعلی، سیرت سرورعالم، ادارہ ترجمان القران، لاہور، 1998، ج1، ص33

[20]۔سورہ النحل:44

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تفسیری احادیث میں مختلف آیات اور سورتوں کے نزول کا پس منظر، زمانہ اور موضوع ومباحث پر روشنی ڈالی جاتی ہے تو سیرت نبویؐ کے وہ مقام اور مواقع مزید واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ ([21])

کتب احادیث:

سیرت نگاری کا دوسرا ماخذ حدیث ہے۔ اسلام کی ابتدائی دور میں تفسیر، حدیث، سیرت ایک ہی حلقۂ درس کے اسباق تھے، بعد میں جدا جدا فن کی حیثیت سے مدون ہوتے گئے، تمام کتبِ احادیث میں بہت بڑا اور مستند سیرت نبویؐ کا ذخیرہ موجود ہے، جس سے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کی جامع فکر اخذ ہوتی ہے اور وہ بھی سندوں کے ذریعہ انتہائی مستند انداز میں۔ کتب احادیث کے کئی ابواب ایسے ہیں جو راست طور سے سیرت نبوی ﷺ پر روشنی ڈالتے ہیں، جیسے کتاب المغازی، کتاب الجہاد، کتاب النکاح وغیرہ۔ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی لکھتے ہیں:

> "صحیح بخاری میں پہلا باب ہی وحی سے متعلق ہے۔ اسی طرح کتاب الانبیاء میں حضرت محمد ﷺ کی زبان سے دیگر انبیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب المناقب میں ایک باب حضرت محمد ﷺ کے اسمائے گرامی سے متعلق ہے۔ اسی طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کا ایک مستقل باب ہے۔ ایک باب آپ کی فصاحت سے متعلق ہے۔ اور ایک باب میں علاماتِ نبوت کا بیان ہے۔ پھر کتاب المغازی میں آپؐ کے غزوات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم کی کتاب الایمان میں آنحضرت ﷺ پر نزولِ وحی کا باب ہے۔ دیگر کتب احادیث میں بھی اسی قسم کے ابواب ہیں۔ ([22])

ان سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم کے بعد سیرت نبوی کا دوسرا بڑا ماخذ احادیث نبوی ﷺ ہیں۔ جن کے راویوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ محدثین نے بے حد تلاش، محنت اور کاوش کے بعد احادیث کی کتابیں مرتب کیں ہیں اور سیرت کیلئے ایسا بے مثال مواد محفوظ کر دئے ہیں کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ([23])

اسطرح سیرت کے بہت سے واقعات حدیث نبوی ﷺ میں موجود ہے ان سے معلوم ہوا کہ حدیث سیرت کا دوسرا اور اہم مصادر ہیں

کتب سیرت ومغازی:

سیرت کا تیسرا ماخذ کتب سیرت اور مغازی ہیں۔ عہدِ نبوی میں حدیث اور سیرت میں کوئی فرق نہ تھا۔ رفتہ رفتہ فنی لحاظ سے علمِ سیرت، علمِ حدیث سے جدا ہوتا چلا گیا۔ ابتدائی دور میں سیرت کی کتابوں کو مغازی کا نام دیا جاتا تھا، گو اُن میں مغازی کے علاوہ دیگر مباحث بھی ہوتے تھے۔ تابعین اور تبع تابعین میں سے جن لوگوں نے سیرت ومغازی پر مواد جمع کیا اور ابتدائی کتابیں لکھیں جن کا ذکر بعد کی لکھی

---

[21]- ثانی، اصول سیرت نگاری، ص113

[22]- ثانی، اصول سیرت نگاری، ص، 113

[23]سباعی، مصطفی، ڈاکٹر، سیرت نبوی، ہندوستان، پبلی کیشنز دہلی، 1973ء، ص، 32

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہوئی کتابوں میں ملتا ہے۔ کتبِ مغازی وسرایا سیرت نگاری کا ایک اہم مآخذ ومصدر وہ کتبِ مغازی وسرایا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے غزوات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ حضور ﷺ کی حیات نبوی کا ایک بڑا حصہ غزوات اور قتال فی سبیل اللہ میں صرف ہوا ہے لہٰذا ان عنوانات پر تحریر کی گئی کتب بھی سیرت نگاری کا بہترین مآخذ ہیں۔ سیرت نبویؐ کے لیے ابتداءً 'مغازی' یعنی غزوات کا لفظ استعمال ہوتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلے زمانوں میں حکمرانوں کی بڑائی یہی تھی کہ اس نے جنگیں کی ہوں تو یہی چیز کسی شخص کے بڑے ہونے کا میزان مقرر تھا۔ اسی رسم کے تحت آپ کے مغازی کا پہلے رواج ہوا۔ ([24])

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے خطبات مدارس میں مصنفین کتب مغازی کو بیان کیا ہے، ان میں مغازی عروۃ بن زبیرؒ (م84ھ) مغازی زہریؒ (م124ھ) مغازی موسیٰ ابن عقبہؒ (م141ھ) مغازی ابن اسحاقؒ (م150ھ) مغازی زیاد بکائیؒ (م83ھ) مغازی واقدیؒ (م 207ھ) وغیرہ قدیم (کتب مغازی) ہیں۔ کتبِ شمائل سیرت نگاری کا ایک مآخذ کتبِ شمائل نبوی بھی ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے نزدیک یہ وہ کتابیں ہیں جو آنحضرت ﷺ کے صرف اخلاق وعادات اور فضائل ومعمولات زندگی پر لکھی گئی ہیں۔ ([25])

ہر سیرت نگار کو سیرت پر لکھتے ہوئے جہاں افکار وخیالات کو پیش کرنا ہوتا ہے وہیں شخصیت کے خدوخال کو پیش کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر سامع و قاری اُس مسحور کن شخصیت کو اپنے سامنے کھڑا ہوا محسوس کرے اور یہ شمائل سے استفادہ کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔ شمائل کا مطالعہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا مکمل حلیہ مبارک نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور آپؐ گویا سامنے چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جزئیات نگاری شمائل کی اہم خصوصیت ہے، جس میں حضور ﷺ کے قدو قامت، چہرہ مہرہ، ہاتھ پاؤں، چشم وابرو، چال ڈھال، کھان پان، رہن سہن، لباس اور دیگر جزئیات کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کتبِ شمائل میں سب سے پہلی اور سب سے مشہور کتاب امام ترمذیؒ (م279ھ) کی کتاب الشمائل ہے، جس کی بڑے بڑے علماء نے شرحیں لکھی ہیں۔ ان میں سب سے ضخیم کتاب قاضی عیاضؒ کی الشفا فی حقوق المصطفی اور اس کی شرح شہاب خفاجیؒ کی 'نسیم الریاض' ہے۔ اس فن کی دوسری کتابوں 'شمائل النبیؐ' ابوالعباس مستغفریؒ (م432ھ) اور ''شمائل النور الساطع' ابن المقری غرناطیؒ (م552ھ) اور سفر السعادۃ مجد الدین فیروزآبادیؒ (م817ھ) کی ہیں۔ ([26])

شمائل کا کچھ حصہ وہ ہے جو صحاح ستہ سمیت مختلف کتب احادیث میں مختلف عنوانات کے ساتھ شامل ہے۔ کتبِ دلائلِ نبوت و معجزات کتبِ دلائل سے مراد ایسی کتابیں ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں کا مواد بھی سیرت نگاری کے لئے بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق میں لکھی گئی کتابیں آپؐ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہیں؟ لہٰذا حضور کی زندگی میں ظاہر ہونے والے معجزات کے تذکرے ان

[24]۔ ثانی، اصول سیرت نگاری، ص37

[25]ندوی، سید سلیمان، علامہ، خطبات مدراس، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2007، ص67

[26] ۔ندوی، خطبات مدراس، ص67

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کتابوں کا اہم حصہ ہوتے ہیں جس سے حضور ﷺ کی سیرت روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے۔اس موضوع پر تصانیف سے سیرت نگار استفادہ کر کے جہاں پیغمبر کی نبوت کو بہتر انداز میں پیش کر سکتا ہے، وہیں دیگر انبیا کے پیروکاروں کو اسلام کی طرف راغب کر سکتا ہے۔اس لیے کہ وہ معجزات دیکھ کر ایمان لانے کے خوگر رہے ہیں۔سو اسلام اور پیغمبر اسلام کی سیرت اسی حوالہ سے بھی اپنے ماننے والوں کو تشنہ نہیں چھوڑتی ہے۔([27])

مسلمان اس اعتبار سے دنیا کی منفرد قوم ہے جس نے اپنے نبی ﷺ کے اقوال وآثار کو محفوظ کرنے میں بے مثال سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔آنحضور ﷺ کی سیرت کی حفاظت میں اُن جزئیات کا بھی خیال کیا جو بہ ظاہر غیر اہم معلوم ہوتی ہیں، آپؐ کے رفقاء نے آپ کی جملہ تفصیلات کو نقل کیا ہے۔یہ امر ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ نقل وروایت کا عمل بے ہنگم نہیں تھا، بلکہ اس معاملے میں اول روز سے ہی احتیاط پیش نظر رہی۔ابتدائی دور میں جو سادہ احتیاطی تدابیر تھیں، وہ آگے چل کر اصول علمیہ کی صورت اختیار کر گئیں۔([28])

کتب تاریخ:

سیرت کا ایک بڑا ماخذ تاریخ ہے بعض مغربی اہل علم کا کہنا ہے کہ عربوں میں تاریخ نویسی کا رواج نہیں تھا، یہ بات درست ہے۔اس کے برعکس بہت سے محققین کا اصرار ہے کہ عربوں میں تاریخ کا رواج تھا یہ بات بھی درست ہے دونوں باتیں درست ہیں۔تاریخ نویسی کا رواج اس اعتبار سے نہیں تھا کہ کوئی مرتب اور مدون تاریخ نویسی عربوں میں رائج نہیں تھی۔لیکن اپنے بزرگوں کے ماضی کے واقعات سے واقف ہونا، ان کی تفصیلات کو محفوظ رکھنا اور ان سے اعتنا کرنے کا رواج عربوں میں یقیناً تھا۔خاص طور پر دو ادارے ایسے تھے جن میں یہ معلومات ناگزیر تھیں۔ایک ادارہ منافرہ کے نام سے تھا۔منافرہ سے مراد یہ تھا کہ جب دو عرب قبائل میں اختلاف ہو جاتا تھا کہ کون سا قبیلہ افضل ہے یا قبائل کی سرداری میں دو افراد کے درمیان مقابلہ ہو جاتا تھا تو یہ سوال کہ ان دونوں دعویداروں میں سے کس کو ترجیح دی جائے، اہم سوال سمجھا جاتا تھا۔ایسے مواقع پر ترجیح کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہوتا تھا کہ کس کے اباواجداد کی خدمات زیادہ تھیں۔کس کا خاندان خدمت میں زیادہ پیش پیش تھا۔کس کے اباواجداد کی صلاحیتیں زیادہ تھیں۔جب یہ مرحلہ پیش آتا تھا تو پھر آباواجداد کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ان معلومات کی بنیاد پر سربراہ منافرہ تنازعہ کا فیصلہ کیا کرتا تھا۔

منافرہ کا یہ ادارہ حضرت عمر فاروقؓ کے خاندان میں چلا آرہا تھا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوتھے دادا جناب عبد مناف کا انتقال ہوا تو ان کی جانشینی پر ان کے دو بیٹوں میں اختلاف ہوا۔جناب ہاشم کا دعویٰ تھا کہ میں زیادہ حقدار ہوں اور ان کے بڑے بھائی عبد شمس کا دعویٰ تھا کہ میں زیادہ حقدار ہوں۔اب ان دو بھائیوں میں جو ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے۔مکہ کی سرداری کے بارے میں اختلاف ہوا۔اس موقعہ پر حسب روایت حضرت عمر فاروق کے دادا کو حکم دیا گیا، کیونکہ منافرہ کا محکمہ ان کے پاس تھا۔انہوں نے تفصیل سے

[27]۔خان، محمد فاروق، علم حدیث ایک تعارف، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، 2014ء، ص194

[28]۔ثانی، اصول سیرت نگاری، ص188

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

دونوں کا موقف سنا اور جناب ہاشم کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ مکہ کی سرداری کا حقدار جناب ہاشم ہیں۔ اس طرح کئی اور مثالیں بھی ہیں۔ یوں منافرہ کے لئے ضروری تھا کہ قبائل کے حالات اور اکابر کی خدمات کے بارے میں معلومات جمع کی جائیں۔ اس لئے یہ معلومات جمع ہوتی تھیں اور عرب قبائل اس سے نامانوس نہیں تھے۔

جن لوگوں نے تاریخ مرتب کی ان میں قدیم ترین حضرات میں سے ایک مؤرخ خلیفہ بن خیاط بھی ہیں جن کی تاریخ چھپی ہوئی موجود ہے۔ ان کی کتاب کا ابتدائی حصہ سیرت پر مشتمل ہے۔ ان کے مآخذ میں امام بیہقی، امام بقی بن مخلد اور امام لیث بن سعد جیسے صف اوّل کے محدثین کے علاوہ بیشتر نامور سیرت نگار شامل ہیں۔ یہ خلیفہ بن خیاط مستند ترین مؤرخین میں سے شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ان کے مستند ہونے پر حضرات محدثین بھی متفق ہیں۔

دیگر قابل ذکر مورخین میں ابو حنیفہ دینوری، امام ابن جریر طبری کے علاوہ یعقوبی اور مسعودی بھی نمایاں ہیں۔ اگرچہ یعقوبی اور مسعودی کا درجہ استناد اور ان دونوں کے بیانات کی ثقاہت ہمیشہ محل نظر رہی ہے۔ طبری کے ہاں سیرت پر بہت قیمتی مواد موجود ہے۔ طبری نے مکمل سند اور حوالوں کے ساتھ ہر بات کہی ہے۔ اور حوالوں کی تحقیق کا کام قارئین پر چھوڑ دیا ہے۔ ([29])

حرمین شریفین کی تاریخ پر مشتمل کتابیں:

حرمین سے مراد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ اسلام میں ان دونوں شہروں کو جو اہمیت حاصل ہے اس کی بناء پر بعض علماء نے خاص ان شہروں کی تاریخ اور ان کے اہم تاریخی مقامات سے متعلق معلومات کو مستقل تالیفات کا موضوع بنایا۔ اس قسم کی کتابوں میں بعض مقامات کے ذکر کی مناسبت سے سیرت طیبہ کے بعض اہم واقعات بھی ملتے ہیں بلکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے تواریخ حرمین پر لکھی گئی کتابوں میں سیرت نبوی سے متعلق ایسی معلومات بھی مل جاتی ہیں جو عام کتب تاریخ و سیرت میں مذکور نہیں ہوتے۔

مدینہ منورہ کی تاریخ پر سب سے پہلی کتاب ابن زبالہ 199ھ میں لکھی، اس فن کی اہم بنیادی کتابوں میں اخبار مکہ المشرفۃ مولف ابن الارزق، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی از سمہودی ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تاریخ پر دو مشہور کتابیں ہیں اور سیرت کے بارہ میں بہت اہم مواد پر مشتمل ہیں۔ ارزقی تو غالباً تیسری صدی ہجری کے آدمی ہیں جبکہ سمہودی بعد کے ہیں۔ اس طرح عمر بن شبہ مشہور مورخ ہیں۔ طبری کے بے شمار حوالے عمر بن شبہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ ان کی کتاب "اخبار المدینۃ المنورہ" حال ہی میں چھپی ہے۔ تمام قدیم مورخین کی کتب میں اس کے حوالے موجود ہیں۔ اس کتاب کے انہوں تین حصے قرار دیئے ہیں۔ پہلا حصہ ہے مدینہ منورہ حضور ﷺ کے عہد میں، دوسرا حصہ ہے مدینہ منورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور تیسرا حصہ ہے مدینہ منورہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں۔ ([30])

[29] ندوی، خطبات مدراس، ص66

[30] ۔ ثانی، اصول سیرت نگاری، ص ۱۰۴

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کتبِ تاریخ ادب:

آغاز اسلام میں اور اس سے پہلے بھی یہ رواج تھا کہ عربی زبان میں ادبیات کے اعلیٰ ترین نمونوں کو محفوظ رکھا جائے۔ اسلام سے پہلے قبائلی تفاخر کے جذبہ سے یہ چیزیں محفوظ رکھی جاتی تھیں۔ ہر قبیلہ اپنے بڑے بڑے اور نامور شعراء کے قصائد اور خطباء کی تقریریں وغیرہ محفوظ رکھا کرتے تھے۔ قبیلہ کے بچہ بچہ کی زبان پر یہ قصائد رہتے تھے۔ اسلام کے آنے کے بعد ظاہر ہے کہ ان نمونوں کی حفاظت کا اصل اور بنیادی مقصد قرآن پاک کی زبان کی حفاظت، قرآن پاک کی اسالیب کو سمجھنے میں مدد اور قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کرنا قرار پایا۔ اس لئے اسلام کے بعد بہت سے حضرات نے اپنی زندگی کا ایک بڑا اور بنیادی ہدف یہ قرار دیا کہ اسلام سے پہلے کے اور فوراً بعد کے عربی ادب کے ذخائر، تقریریں، خطابت، کہانت، نظم، اور شاعری کو محفوظ کیا جائے۔ خود صحابہ کرامؓ کو اس کام میں بڑی دلچسپی تھی۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے اس چیز بڑا اہتمام کیا تھا۔ وہ خود عربی زبان و ادب کا بہت اچھا ذوق رکھتے تھے۔ انہوں نے خود اپنے زمانے میں لوگوں کو تلقین اور ہدایت کی کہ اپنے بچوں کو شعر و ادب ضرور سکھاؤ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی شعر و ادب سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔

کتب ادب کی ترتیب و تدوین کا یہ اہتمام گویا صحابہ کرام کے زمانے سے شروع ہو گیا تھا۔ لیکن کتب ادب میں جو مواد ہے وہ سیرت کے اصل اور بنیادی حقائق کے بارہ میں نہیں ہے۔ بلکہ اس مواد میں بہت سی ایسی جزوی تفصیلات بکھری ہوئی ہیں جن سے سیرت کے متعدد اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ یوں تو ادب کی کتابیں جو سیرت کے مطالعہ میں کام آسکتی ہیں بے شمار ہیں۔ ہم ان میں سے میں دو کتابوں کا حوالہ دیں گے۔ یہ دونوں کتب نہ تو براہ راست سیرت پر ہیں اور نہ ان کے مرتبین نے ان کو سیرت کے واقعات کے نقطہ نظر سے لکھا تھا۔ ان کتابوں میں سیرت کے بارے میں براہ راست معلومات اول تو ہیں نہیں اور اگر ہیں بھی تو ظاہر ہے ان سے سیرت کے بارے میں براہ راست معلومات لینا کبھی بھی مناسب یا درست نہیں سمجھا گیا۔ ان دو کتابوں میں بھی زیادہ اہم اور زیادہ دلچسپ اور معلومات افزا کتاب تیس جلدوں میں ابو الفرج اصفہانی کی کتاب 'کتاب الاغانی' ہے۔ اس میں عرب کے گویوں اور بھانڈوں کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی ایسی کوئی علمی یا دینی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن جب مصنف عرب کے گویوں اور گانے والوں کا تذکرہ کرتا ہے تو جگہ جگہ ان کے قبائل کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔ کہ فلاں قبیلے کے گویئے نے فلاں قبیلہ کے خلاف یہ ہجو لکھی۔ لکھنے کی وجہ بھی تحریر کی ہے۔ اس طرح کی جزوی معلومات جو قبائلیات، اجتماعیات اور عام معاشرتی معاملات کے بارے میں ہیں 'کتاب میں جابجا بکھری ہوئی ہیں، اس کتاب میں موجود ہیں۔ بہت سی قیمتی معلومات ادب کی ایسی دوسری کتب سے بھی مل جاتی ہیں۔ اسی طرح سے بعض کتابیں ایسی ہیں جن سے عرب کے تجارتی میلوں کے بارے میں معلومات مل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ عکاظ کے میلے میں تشریف لے جاتے تھے۔ تبلیغ اسلام کرتے تھے قرآن پاک کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پھر حضور نے بعض مواقع پر بعض صحابہ کرام کو بھی تبلیغ کے لئے ان میلوں میں بھیجا

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کیوں بھیجا؟ کس میلے میں بھیجا؟ یہ سب معلومات چاہے فی نفسہ اہم نہ ہوں لیکن یہ سب معلومات ایسی ہیں کہ بعض خلاؤں کو پر کرنے میں جزوی طور پر کام آتی ہیں بشرطیکہ جو خال پر کیا جاتا ہے۔ وہ بقیہ مستند کتابوں کے مطابق ہو۔([31])

لغت کی کتابیں:

اس طرح لغت کی کتابوں میں بھی معلومات سیرت کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ جب لغت نگاروں نے یا عربی قاموس نویسوں نے عربی لغت کے مجموعے تیار کئے تو بعض مشکل الفاظ کی شرح میں انہوں نے بعض ایسے واقعات بھی بیان کئے یا وہ تفصیلات بھی بیان کر دیں جن کا تعلق سیرت سے تھا۔ مثلاً "لسان العرب" عربی لغت کی بڑی مشہور کتاب ہے۔ بارہ پندرہ سے لیکر بیس پچیس تک جلدوں میں کئی کئی بار چھپی ہے۔ اس میں جگہ جگہ سیرت کے واقعات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ کوئی لفظ ہے جس میں کسی قبیلے کا نام ہے تو اس لفظ کی تشریح کے ضمن میں اس قبیلہ کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ کوئی لفظ ہے جو کسی نبوی دستاویز میں آیا ہے تو اس دستاویز کا پس منظر دے دیا گیا ہے۔ کوئی لفظ ایسا ہے جو کسی مشہور حدیث میں آیا ہے تو اس حدیث کا پورا سیاق وسباق بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ ادب اور لغت کی کتابوں میں بکھرا ہوا مواد بہت مفید اور قیمتی ہے اور سیرت نگاروں نے ان معلومات کو استعمال کیا ہے اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی طرح کتب جغرافیہ ہیں۔([32])

اسماء الرجال کی کتابیں:

کتب رجال بھی سیرت کا اہم ماخذ رہی ہیں۔ محدثین جب حدیث کا فن مرتب کر رہے تھے تو حدیث کے راویوں کے حالات بھی جمع کرتے جاتے تھے۔ راویوں کے حالات جمع کرنے کے اس طویل اور مشکل عمل میں سب سے پہلے صحابہ کرام کے حالات جمع کئے گئے۔ اس طرح صحابہ کرام کے تذکرے مرتب ہوئے۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کے تذکروں پر کتابیں مرتب ہوئیں۔ ان تذکروں میں جابجا اور کثرت سے ایسی معلومات بھی ملتی ہیں جو سیرت سے متعلق ہیں اور ان سے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر کسی راوی کے بارے میں تذکرہ آیا کہ یہ فلاں صاحب ہیں اور ان کے دادا فلاں غزوہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس طرح رجال کے تذکرے تابعین اور تبع تابعین کے حالات سے بھی سیرت کے بارہ میں معلومات ملتی ہیں۔([33])

خلاصہ بحث:

مذکورہ تحقیقی مقالہ ابتداء میں سیرت کی لغوی اصطلاحی تعریف کرنے کے بعد سیرت اور مغازی کی وضاحت سمیت ان کے مابین فرق کو ذکر کیا گیا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے ماخذ ومراجع کو تفصیل کے ساتھ قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔ سیرت کے لئے قرآن کریم بطور ماخذ سے ابتدا کر کے اور پھر اس کے بعد احادیث مبارکہ کے وہ پہلو جن میں نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ موجود ہو، اس کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث کے

---

[31] ۔ ثانی، اصول سیرت نگاری، ص104

[32] ایضا

[33] ۔ ثانی، اصول سیرت نگاری، ص104

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

استنادی حیثیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد مستقل وہ تصانیف وتالیفات کو بھی جمع کیا گیا ہے جن کی تفصیل موجود ہے۔ عربی کتب سے لیکر موجودہ دور کے اردوزبان میں لکھی گئی چند سیرت نگاروں کے تالیفات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔سیرت النبی ﷺ کے متعلق جغرافیائی لحاظ سے (مکی، مدنی) الغرض حجاز مقدس اور دوسرے بلاد اماکن جن کا بلاواسطہ یا بلواسطہ اپ ﷺ سے ہو، ان کو بھی تحقیقی مقالے کا حصہ بنایا گیا ہیں۔چونکہ اشخاص پر لکھتے وقت عموما تاریخی / زمانی منہج کو اختیار کیا جاتا ہے اسلئے یہاں اس تحقیق کو بھی سیرت کے لیے استعمال ہونے والے کتب تواریخ کو زیر تحقیق لایا ہے۔محمد عربی ﷺ کے قریشی اور عربی زبان دانی ہونے کے ناطے عربی ادب پر لکھے گئے مختلف تصانیف یعنی لغت ،اسماء الرجال یعنی نقد وجرحِ راویان کو بھی اس تحقیقی مقالے میں بطور معاون ذکر کیا گیا ہے ۔لہذا قارئین کرام سیرت النبی ﷺ کے کسی بھی پہلو میں مذکورہ تحقیقی مقالہ کو اسانی اور سہولت کی خاطر مزید تحقیقی کاموں میں بطور استفادہ استعمال کرسکتے ہیں۔

تجاویزوسفارشات

1 .**سیرت اسٹڈیز کو نصاب میں شامل کرنا:** اسکولوں، کالجوں اور جامعات کے نصاب میں سیرت النبی ﷺ کو لازمی اور تحقیقی انداز میں شامل کیا جائے تاکہ نوجوان نسل علمی بنیادوں پر شخصیتِ رسول ﷺ کو سمجھے۔

2 .**سیرت ریسرچ سینٹرز کا قیام:** پاکستان کی ہر بڑی جامعہ میں سیرت ریسرچ سینٹر قائم کیا جائے جہاں مصادر ومراجع کی بنیاد پر تحقیقی کام ہو اور معیاری کتب ومقالات شائع کیے جائیں۔

3 .**عصری مسائل کا حل سیرت کی روشنی میں:** حکومتی و دینی ادارے مشترکہ طور پر عصری چیلنجز (انتہا پسندی، معاشی بدحالی، سماجی ناانصافی) کے حل کے لیے سیرت النبی ﷺ سے رہنمائی پر مبنی پالیسی ریسرچ تیار کریں۔

4 .**ڈیجیٹل سیرت لائبریری کا قیام:** ایک قومی ڈیجیٹل پلیٹ فارم بنایا جائے جہاں سیرت النبی ﷺ کے معتبر مصادر ومراجع تک مفت رسائی ہو، تاکہ طلبہ، محققین اور عام افراد استفادہ کرسکیں۔

5 .**میڈیا پر سیرت النبی ﷺ کے پروگرامز:** ٹی وی، ریڈیو اور سوشل میڈیا پر سیرت پر مبنی معیاری اور تحقیقی پروگرام نشر کیے جائیں تاکہ عوامی سطح پر سیرت فہمی کو فروغ ملے۔

6 .**سیرت اور قیادت کی تربیت:** سول سروسز، سیاسی قیادت اور اساتذہ کے لیے خصوصی ٹریننگ پروگرامز ترتیب دیے جائیں جن میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عدل، امانت، خدمت اور عوام دوستی جیسے اصولوں پر زور دیا جائے۔